98244 ـ والد نے لڑکی کی شادی کرنے سے انکار کر دیا تو قاضی نے شادی کر دی

سوال

میرے والد مسلمان ہیں لیکن ان کے اسلام کے بارہ میں کچھ غلط افکار ہیں مثلا پردے اور اختلاط کے بارہ میں ان کا موقف کچھ اور ہے، اور وہ کہتے ہیں کہ کیا رشتہ میں دین ہی اساسی حکم ہے، اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ: کوئی بھی اللہ کے سب احکام پر عمل نہیں کر سکتا، حتی کہ ایك سے زائد بیویوں کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب احکام پر عمل نہیں کر سکے.
اور پھر میری ایك بہن مرتد ہو کر عیسائیت اختیار کر چکی ہے اور والد نے اس کو ناپسند نہیں کیا، بلکہ اسے مجھ سے بہتر شمار کرتے ہیں، اور میری والدہ بھی نصرانیہ ہے، میرے لیے ایك دین اور اخلاق والے شخص کا رشتہ آیا لیکن وہ اپاہج تھا میں اس رشتہ پر راضی تھی لیکن میرے والد صاحب نے اس کی معذوری کی بنا پر اور خاندان میں فرق ہونے کی وجہ سے کہ ہم مالدار ہیں اور وہ مالدار نہیں اس رشتہ سے انکار کر دیا.
اور یونیورسٹی کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد انہوں نے پلاننگ کر کے میرے ساری اچھی اور نیك سوسائٹی اور صحبت سے تعلقات منقطع کر دیے، اور بتدریج میری زندگی بدلنا شروع کر دی، لہذا میں گھر چھوڑ کر چلی گئی اور دو ماہ بعد میں نے شرعی عدالت میں جا کر مسلمان شخص سے شادی کر لی، میرا سوال یہ ہے کہ:
آیا میری یہ شادی صحیح ہے یا نہیں، اور اپنے گھر والوں کے بارہ میں میرا موقف کیا ہونا چاہیے، کیا میں ان سے بائیکاٹ جائی رکھوں یا نہیں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں جس نے آپ کو استقامت اور ہدایت کی راہ پر چلنے کی توفیق بخشی، اللہ سبحانہ و تعالی سے ہم مزید فضل کی دعا کرتے ہیں.

دوم:

عورت کو نیك و صالح اور اخلاق و دین والے شخص سے شادی کرنے کی حرص رکھنی چاہیے جو اس کی حفاظت کرے اور دیکھ بھال کرتے ہوئے اس کا خیال رکھے، اور وہ اس کے لیں دین پر عمل کرنے میں اس کا معاون ثابت ہو اور عمل کرنے دے اور اسی طرح دین اسلام کے اصول و ضوابط کے مطابق اولاد کی اچھی تربیت کرنے میں معاونت

کرے تا کہ وہ نیك و صالح بن سکیں.

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" جب تمہارے پاس کسی ایسے شخص کا رشتہ آئے جس کا دین اور اخلاق تمہیں اچھا لگے اور پسند ہو تو اس کی شادی کر دو، اگر ایسا نہیں کروگے تو زمین میں بہت وسیع و عریض فساد بپا ہو جائیگا "

سنن ترمذی حدیث نمبر (1084) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ترمذی میں اسے حسن قرار دیا ہے.

سوم:

ولی کے بغیر نکاح صحیح نہیں ہے، اور عورت کو ولی کے بغیر اپنا نکاح کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں؛ کیونکہ حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی ممانعت ملتی ہے:

ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" ولی کے بغیر نکاح نہیں ہے "

سنن ابو داود حدیث نمبر (2085) سنن ترمذی حدیث نمبر (1101) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (1881) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ترمذی میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

اور ایك حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" جس عورت نے بھی ولی کی اجازت کے بغیر اپنا نکاح خود کیا تو اس کا نکاح باطل ہے، اس کا نکاح باطل ہے، اس کا نکاح باطل ہے... اگر جھگڑا کریں تو جس کا ولی نہیں حکمران اس کا ولی ہے "

مسند احمد حدیث نمبر (14417) سنن ابو داود حدیث نمبر (2083) سنن ترمذی حدیث نمبر (1102) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الجامع حدیث نمبر (2709) میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

لیکن اگر لڑکی کا ولی کسی برابری کے رشتہ جس پر لڑکی راضی ہو شادی کرنے سے انکار کر دے تو وہ عاضل یعنی لڑکی کو نکاح سے روکنے والا شمار ہوگا، اور اس طرح یہ ولایت منتقل ہو کر اس کے بعد والے عصبہ مرد میں سے ولی کو مل جائیگی.

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اور عضل کا معنی یہ ہے کہ: عورت اگر برابری کے رشتہ سے شادی کا مطالبہ کرے اور دونوں ایك دوسرے میں رغبت رکھیں... اور ولی اسے شادی نہ کرنے دے تو یہ عضل کہلاتا ہے.

چاہے وہ عورت مہر مثل یا اس سے کم میں شادی کرنے کا مطالبہ کرے، امام شافعی ابو یوسف اور محمد کا قول یہی ہے ....

اور اگر عورت کسی بعینہ برابر کے رشتہ میں رغبت رکھتی ہو، اور ولی اس کے علاوہ کسی دوسرے برابر کے رشتہ کے ساتھ شادی کرنا چاہتا ہو، اور جس سے لڑکی شادی کرنا چاہتی ہے اس سے شادی نہ کرے تو وہ عاضل یعنی شادی سے روکنے والا شمار ہوگا.

لیکن اگر وہ عورت برابری کے رشتہ کے علاوہ کسی اور سے شادی کا مطالبہ کرے تو پھر ولی کو روکنے کا حق حاصل ہے، اس صورت میں وہ عاضل شمار نہیں ہوگا " انتہی

دیکھیں: المغنی (9 / 383).

غالب طور پر اس طرح کی حالت میں ولی شادی نہیں کرتے تو عورت کے لیے اپنا مسئلہ شرعی قاضی کے پاس لے جانے میں کوئی حرج نہیں، چنانچہ قاضی اس کے ولی کو طلب کریگا اگر وہ اس کی شادی کرنے سےانکار کرتے ہیں تو وہ خود اس عورت کی شادی کر دیگا.

اور پھر اوپر بیان کردہ حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" اگر جھگڑا کریں تو جس کا ولی نہیں اس کا حاکم ولی ہے "

اس بنا پر آپ کا یہ نکاح صحیح ہے، اسے توڑنا جائز نہیں؛ کیونکہ والد کے شادی سے منع کر دینے کے بعد شرعی قاضی نے ولی بن کر نکاح کیا ہے.

چہارم:

آپ کے لیے والدین کے ساتھ حسن سلوك کرنا اور صلہ رحمی کرنا واجب ہے، چاہے آپ ٹیلی فون کے ذریعہ اچھی کلام کر کے ہی حسن سلوك کرتی رہیں، حتی کہ ان کے دلوں میں نرمی پیدا ہو جائے اور وہ ٹھنڈے ہو جائیں، اور آپ والدین کو ملتی بھی رہیں، کیونکہ والدین کا حق بہت عظیم ہے، اسی لیے قرآن مجید میں اس کی وصیت بار بار کی گئی ہے:

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

ہم نے ہر انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوك كرنے كى نصيحت كى ہے، ہاں اگر وہ يہ كوشش كريں كہ آپ ميرے ساتھ شريك كر ليں جس كا آپ كو علم نہيں تو ان كا كہنا نہ مانيئے، تم سب كا ميرى ہى طرف لوٹنا ہے، پھر ميں ہر اس چيز كى جو تم كرتے ہو خبر دونگا العنكبوت (7).

اور اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:

اور ہم نے انسان كو اس كے ماں باپ كے متعلق نصيحت كى ہے، اس كى ماں نے دكھ پر دكھ اٹھا كر اسے حمل ميں ركھا، اور اس كى دودھ چھڑائى دو برس ميں ہے، كہ تو ميرى اور اپنے ماں باپ كى شكر گزارى كر، (تم سب كو) ميرى ہى طرف لوٹ كر آنا ہے، اور اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات كا دباؤ ڈاليں كہ تو ميرے ساتھ شرك كرے جس كا تجھ كو علم نہيں تو تو ان كا كہنا نہ ماننا، ہاں دنيا ميں ان كے ساتھ اچھى طرح بسر كرنا، اور اس كى راہ چلنا جو ميرى طرف جھكا ہوا ہو، تمہارا سب كا لوٹنا ميرى ہى طرف ہے، تم جو كچھ كرتے ہو اس سے پھر ميں تمہيں خبردار كرونگا لقمان (14 ـ 15).

آپ كے ليے ان سے قطع تعلقى كرنا جائز نہيں، بلكہ آپ ا نكو ٹھنڈا كرنے كى كوشش كريں، اور انہيں مطئمن كريں، اور انہيں تحفہ جات اور مال ديں تا كہ ان كے دل كو جيت سكيں، اور ان كے ليے اللہ تعالى سے ہدايت كى دعا كريں.

اللہ تعالى ہميں اور آپ كو ايسے كام كرنے كى توفيق دے جنہيں وہ پسند كرتا اور جن پر راضى ہوتا ہے.

واللہ اعلم .